آخری قسط ڈاکٹر ریحان اختر قاسمی*

عصر حاضر میں اسلامی قوانین جنگ کی معنویت

عصمت دری کی ممانعت:

اسلام کے جنگی قوانین کے مطابق نہ تو بلاوجہ کسی عورت کو قتل کیا جائے گا اور نہ اس کی عفت وعصمت پر مخدوش وداغدار کیا جائے گا۔ اسلام اپنے پیروکاروں کی ذہنی پاکیزگی کا پورا اہتمام کرتا ہے اور انہیں ہر طرح کی جنسی آلودگی سے پاک رکھتا ہے۔ اسلام نے عورت کو تحفظ فراہم کیا اور معاشرہ میں عزت واحترام کا مقام دیا۔ جنگ میں دشمن کی بیٹی پر ہاتھ اٹھانے اور اس کی عصمت دری کرنے کی سختی سے ممانعت کردی گئی۔ یہ امتیاز صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے مفتوح قوم کی عورتوں کی عصمت کی پاسبانی کا حکم دیا۔

اسلام ایک حقیقت پسندانہ دین ہے جو ضروریات انسانی سے کبھی بھی اغماض وانحراف نہیں کرتا بلکہ احکامات کو جاری کرتے وقت انسانی نفسیات کا پورا پورا خیال رکھتا ہے۔ مجاہدین کیلئے حکم دیا کہ جو مجاہد رشتہ ازدواج سے منسلک ہوگئے ہیں وہ ازدواجی حقوق کو ادا کرنے کے بعد جہاد میں شریک ہوں۔ آپ کا ارشاد ہے:

> غزا نبی من الانبیاء فقال لقومہ لایتبعنی رجل ملك بضع امراۃ وھو یرید ان یبنی بھا ولما یبن بھا۔ ۳۲
>
> ”کسی نبی نے جہاد کا ارادہ کیا تو اپنی قوم سے فرمایا میرے ساتھ جہاد پر وہ شخص نہ جائے جس نے ابھی شادی کی ہو اور عورت سے ہم بستر نہ ہوا اور وہ مجامعت کرنا چاہتا ہے۔“

حضرت عمرؓ نے ہر فوجی کو چار ماہ بعد اپنے اہل خانہ کے پاس واپس جانے کو لازمی قرار دیا تھا تاکہ مجاہدین اسلام کے ذہن ودل میں فحاشی وبدکاری کے رجحان نشوونمانہ پائیں۔ انسان کے جنسی جذبات ومیلانات پر قابو رکھنے کے لئے آپ ﷺ نوجوانوں کو روزہ رکھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: من استطاع الباۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج من لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء۔ ۳۳

---

* شعبۂ سنی دینیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (انڈیا)

''جو جوان حق مہر دے سکتا ہو تو وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نیچی نگاہ کرتا ہے اور زنا سے بچاتا ہے
اور جو اس پر قادر نہ ہو تو وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کیلئے ڈھال ہے۔''

انتقامی کاروائی کی ممانعت

اسلام عفو درگزر سے کام لیتا ہے۔ اسلامی ریاست ومملکت میں انتقامی سیاست کا کوئی تصور موجود نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کوئی جواز فراہم کیا جاسکتا ہے۔ یہاں تک کہ جنگوں میں بھی انتقامی کاروائی کی ممانعت کردی کی گئی ہے۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ فاتح اقوام جوش انتقام میں فتح وکامرانی کے بعد قتل وغارتگری کا ایسا بازار گرم کردیتی ہیں کہ انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجائیں۔ نت نئے اسلحہ جات کے ذریعہ انسانی لاشوں کے چیتھڑے اڑادیئے جاتے ہیں گویا کہ مفتوح قوموں کی تباہی وبربادی مقدر بن جاتی ہے۔ قرآن مجید میں اس کی تصویر کشی یوں کی گئی ہے:

قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ۔[۳۴]

''اس نے کہا (کہ لڑائی بذات خود کوئی اچھی چیز نہیں ہے) جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کردیتے ہیں اور اس کے معزز لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔''

اذیتیں دے کر ہلاک کرنے کی ممانعت

دیگر اقوام وملل میں دشمن کے ساتھ ناروا سے نارواور غیر انسانی سلوک کرنے کو معیوب نہیں سمجھا جاتا لیکن اسلام نے اس کو انتہائی معیوب و مذموم قرار دیا ہے۔ اور اسلام نے اپنے جنگی قوانین میں انسانی ہمدردی اور نیک سلوک وبرتاؤ کو بنیادی حیثیت دی ہے۔ آج کی مہذب دنیا میں قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی معاملات کرنا باعث شرم وعار نہیں سمجھا جاتا بلکہ ہر طرح سے زدوکوب کیے جانے اور جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیے جانے کو فتح وکامرانی کے نشے میں روا سمجھا جاتا ہے، ماضی قریب میں عالم اانسانیت نے یہ دل دوز مناظر دیکھے ہیں کہ افغانستان وعراق سے جو لوگ پکڑ کر امریکہ کے جیلوں میں بند کئے گئے، ان کے ساتھ کتنا اذیت ناک سلوک کیا گیا۔ ان اذیت کدوں سے متعلق دلخراش والمناک داستانیں امن عالم کے ٹھیکیداروں کے دعوؤں کو کھوکھلا ثابت کردیتی ہیں۔ اسلام ان تمام معاند انسانیت رویوں کو بنظر استحقار دیکھتا ہے اور دشمن پر قابو پالینے اور قیدیوں کو اذیتیں دے دے کر ہلاک کرنے سے اپنے پیروکاروں کو سختی سے منع

کرتا ہے۔ یہ روایت ملاحظہ کی جائے:

عن ابی یعلی قال غزونا مع عبدالرحمن بن خالد بن الولید فاتی باربعة اعلاج من العدو فامربھم فقتلوا صبرا بالنبل فبلغ ذلک فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھی عن قتل الصبر ۳۵ؔ

''ابو یعلی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کے ساتھ تو جہاد میں شریک ہوئے پس دشمن کے چار جاسوس پکڑے گئے پس ان کے قتل کا حکم دیا اوران کو باندھ کر تیر مار کر قتل کیا گیا۔ حضرت ایوب کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپؐ نے باندھ کر قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

پردہ داری کی تاکید

مجاہدین اسلام کو بلا اجازت گھروں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ حالت جنگ میں بھی اسلام نے پردہ داری پر زور دیا ہے۔ آپ ﷺ کا وہ ارشاد ملاحظہ فرمایا جائے جس میں عورتوں اور بچوں کو نہ مارنے اور دکان سے بلا قیمت کوئی مال کھانے کی سختی سے ممانعت کے ساتھ ساتھ اجانب و اعداء کے گھروں میں بلا اجازت داخلے کو حرام قرار دیا گیا ہے:

وان اللہ تعالی لم یحل لکم ان تدخلوا بیوت اھل الکتاب الا باذن ولا ضرب نساء ھم ولا اکل ثمارھم۔ ۳۶ؔ

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جائز نہیں رکھا ہے کہ اہل کتاب کے گھروں میں داخل ہو جاؤ مگر اجازت سے نیز ان کی عورتوں کو پیٹنا اور پھلوں کو کھانا بھی حلال نہیں۔''

صلح جوئی

اسلام صلح و آشتی کا علمبردار ہے اور معاشرہ انسانی میں خیر وفلاح کی قدروں کو فروغ دینا اس کا مطمع نظر ہوتا ہے۔ امن و آشتی اور اخوت و بھائی چارگی کے جذبات کی ترویج واشاعت ہو یہ اس کا ہدف و مقصود ہوتا ہے۔ اسلام جنگ وجدال سے اجتناب کی بھی تلقین کرتا ہے، بلکہ امن کا قیام اس کی غایت منشودہ ہوتی ہے۔ اسلام صلح جوئی اور قیام امن کا کس حد تک علمبردار ہے، اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر دشمنان اسلام کی طرف سے صلح کی پیش کش ہو تو اس سے انکار کی کوئی صورت نہیں ہے، بلکہ اس کو قبول کرنا ایمان کا جز ہے۔ دشمنوں کے اس اقدام کو ٹھکرانے کی اسلام اجازت نہیں دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِنِ اعۡتَزَلُوكُمۡ فَلَمۡ يُقَاتِلُوكُمۡ وَأَلۡقَوۡاْ إِلَيۡكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمۡ عَلَيۡهِمۡ سَبِيلًا ۔ ۳۷

"پس اگر وہ تم سے کنارہ کشی کر لیں اور تمہارے ساتھ جنگ نہ کریں اور تمہاری طرف صلح کا پیغام بھیجیں تو اللہ نے تمہارے لئے (بھی صلح جوئی کی صورت میں) ان پر (دست درازی کی) کوئی راہ نہیں بنائی۔"

عمومی طور پر اسلام جارحیت و جابریت کے خلاف ہے۔ جنگ برائے جنگ اس کے اغراض میں شامل نہیں ہے۔ جنگ بحالت مجبوری ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں بعض ناگزیر احوال و کوائف میں اس کی اجازت بلکہ تلقین کی جاتی ہے۔ ہاں عام حالات میں نہ ہی اس کی اجازت ہے اور نہ ہی یہ مرغوب و پسندیدہ عمل ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیے کہ اگر صلح کا تھوڑا بھی رجحان پایا جارہا ہو تو پھر صلح کو جنگ پر ترجیح حاصل ہوگی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَإِن جَنَحُواْ لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَهَا وَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الۡعَلِيمُ وَإِن يُرِيدُوٓاْ أَن يَخۡدَعُوكَ فَإِنَّ حَسۡبَكَ اللّٰهُ ۳۸

"اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی اس طرف جھک جائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے اور اگر وہ لوگ آپ کو دھوکہ دینا چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کافی ہے۔"

اگر دشمنان اسلام بالکل مخالفت وعداوت پر اتر آئیں تو ان کی مخالفت اور نقض عہد کو دیکھتے ہوئے معاہدہ کو توڑا جاسکتا ہے، لیکن اس اقدام سے معاند و مخالف فریق کو خبردار کیے جانے کا حکم ہوتا ہے۔ دھوکہ اور فریب بہر حال مذموم ہے۔ اسی ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوۡمٍ خِيَانَةً فَانبِذۡ إِلَيۡهِمۡ عَلَى سَوَاءٍ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡخَائِنِينَ ۳۹

"اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو، تو آپ وہ عہد ان کو اس طرح واپس کر دیجئے کی برابر ہو جائیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

جو قوم جنگ نہ کرے اس سے جنگ نہ کی جائے

کسی ملک سے اسلامی ریاست کو خطرہ نہ ہو یا اس کے مصالح و ضروریات کا تقاضا ہو کہ اس کے ساتھ امن و امان کا معاملہ بنا رہے تو اسلامی ریاست اس ملک و قوم سے بلاوجہ جنگ و جدال کے لیے برسر

پیکار نہ ہوگی جیسا کہ حبشہ اور ترک کے معاملہ میں کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی:

دعوالحبشة ما ودعوكم واتركوا الترك ما تركوكم [۴۰]

''حبشہ کو چھوڑ دو جب تک کہ وہ تم سے تعرض نہ کرے اسی طرح ترک کو چھوڑ دو جب تک کہ انہوں نے تمہیں چھوڑ رکھا ہے۔''

آپؐ نے صاف طور پر فرمادیا کہ اگر اسلامی ممالک میں دوسری ریاستیں کسی بھی طرح ان کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کر رہی ہوں تو ان سے خواہ مخواہ محاذ آرائی نہیں کی جائے گی۔ ہاں اگر یہ لوگ اسلامی ریاستوں کے خلاف مہم جوئی شروع کریں تو ان پر طاقت وقوت کیساتھ یلغار کی جائے گی اور ان کے فتنہ وفساد کا سد باب کیا جائے گا۔

پناہ کے خواستگار کو پناہ دی جائے گی

زمانۂ جنگ میں امن وامان کے حصول کا عمل مختلف مقاصد کے تحت آج بھی جاری ہے۔ جب بھی کوئی غیر مسلم کسی حالت میں امن وامان یا پناہ کا طالب ہو تو اسے پناہ دی جائے گی اگرچہ کسی فرد یا گروہ کو ایسی پناہ دینے کا اختیار صرف امیر کو حاصل ہے۔ لیکن اسلام میں اس کا مفہوم بہت وسیع ہے حتیٰ کہ اگر کسی مسلمان عورت یا غلام نے بھی کسی کو پناہ دے دی تو وہ امان قابل قبول ہوگی۔ [۴۱]

اسلام میں سیاسی، سماجی اور معاشرتی امن وپناہ کا تصور کسی محدود دائرے میں محصور ومقید نہیں ہے بلکہ پناہ لینے والوں کے جان ومال کا تحفظ حکومت وقت کی ذمہ داریوں میں شامل ہوتا ہے۔ اس کی پناہ اس وقت تک ختم نہیں ہوتی ہے جب تک کہ اس نے کوئی ایسا جرم نہ کیا ہو جو قابل معافی نہ ہو۔ مثلاً بغاوت وسرکشی یا اسلامی حکومت اور اس کے علمبرداروں کے خلاف جاسوسی کا عمل ناقابل برداشت ہے اس لیے کہ یہ فتنہ وفساد کے دائرے میں آتا ہے۔ اس سے سرزد ہونے والے دوسرے جرائم میں عام قانون کے مطابق اس کے ساتھ عمل درآمد کیا جائے گا۔ میدان جنگ میں بھی جب کہ دونوں فریقوں کے مابین تصادم وآویزش اور جنگ وقتال جاری ہے، اگر فریق مخالف پناہ کا خواہاں ہو تو اسے پناہ دی جائے گی نہ یہ کہ انا اور وقار کا مسئلہ بنا کر یا نفس کے تابع ہو کر اس پر وار کیا جاتا رہے گا۔ اگر اس نازک موقع پر بھی اسلام کو سمجھنا چاہتا ہے تو اس کو حفظ وامان میں رکھتے ہوئے دعوت دی جائے گی۔ اس کے بعد بھی اگر وہ اپنی سابقہ روش کو بالائے طاق نہیں رکھنا چاہتا تو اس بات کی تلقین کی جاتی ہے کہ اس موقع پر بھی اسے ہوس کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا بلکہ اس کو

اس کے مقام محفوظ تک پہنچا دیا جائے گا۔اس سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیں:

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ۔۴۲

''اور اگر کوئی شخص مشرکین میں سے آپ سے پناہ کا طالب ہو تو آپ اس کو پناہ دیجیے، تاکہ وہ کلام الٰہی سن لے پھر اس کو اس کی امن کی جگہ پہنچا دیجیے یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ نہیں جانتے۔''

یہ حکم ربانی میدان جنگ میں نبرد آزما مشرکین سے متعلق ہے اس کی وضاحت ابن جریر طبری یوں کرتے ہیں:

''جن مشرکین سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے ان ہی کے بارے میں یہ بھی حکم ہے کہ ان میں سے کوئی اسلام کو سمجھنے کے لئے پناہ کا طالب ہو تو اسے پناہ دی جائے گی۔ اگر وہ اسلام کو قبول نہ کرے تو بہ حفاظت اسے اس کے علاقہ میں پہونچا دیا جائے گا۔ اسلامی ریاست کا کوئی فرد اس سے تعرض نہ کرے''۔۴۳

علمبرداران اسلام کے ہر دور میں اس قانون امن وامان کا پاس ولحاظ رکھا اور اس پر عمل بھی کیا۔اگر کسی نے بڑے سے بڑے مجرم کو لاعلمی میں بھی اپنی پناہ میں لے۔تو اس امان کا لحاظ رکھا گیا اور اس سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا بلکہ اس کے جان ومال کی حفاظت کی ذمہ داری کو بطیب خاطر قبول کیا گیا۔ ہاں اگر کبھی کسی فریق مخالف یا اس کے کسی فرد کے ساتھ اگر کسی نے کوئی ناروا سلوک کیا جس کا سرا ظلم وتعدی سے مل جاتا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اس کا ذاتی عمل ہے۔ مذہب اسلام اور اس کی درخشاں انسانیت نواز تعلیمات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے کہ اسلام جس طرح اپنے نام سے امن وآشتی کا پیغام دیتا ہے اسی طرح قرآن وسنت میں مذکور واضح اور بین تعلیمات، ظلم وعدوان کی مخالف اور امن وآشتی کی نقیب ہیں۔ یہاں ایک انسان کا قتل ناحق پوری انسانیت کے قتل کے برابر اور ایک انسان کی جان بچانا پوری انسانیت کی جان بچانے کے برابر ہے۔ جو مذہب انسانی خون کے احترام میں اس انتہا تک پہنچ جاتا ہو اس کی طرف دہشت گردی اور خونریزی کا انتساب سرتاپا ظلم ہے۔ یہاں اگر جنگ کی اجازت ہے تو محض فتنہ وفساد کا قلع قمع کرنے کے لیے تاکہ فرد، معاشرہ، ملک اور قوم کو امن وآشتی کی خوشگوار فضا میسر ہو اور کاروان انسانیت منزل مقصود کی یافت میں امن وسکون کے ساتھ رواں دواں رہے۔

حوالے وحواشی

۱- سید محمد قطب: اسلام اور جدید ذہن کے شبہات، ص:۹۰ فرید بک ڈپو لمیٹڈ
۲- النساء:۵۹
۳- سنن ابی داوٗد: کتاب الجهاد، باب فيمن يغزو ويلتمس الدنيا،حدیث ۲۵۱۵،ص:۴۴۲،الالبانی
۴- السنن ابن ماجہ: ابواب الجهاد، باب طاعة الامام ،حدیث ۲۸۵۹،ص:۴۸۵ الالبانی
۵- السنن ابن ماجہ: باب طاعة الامام ،حدیث:۲۸۶۱،ص: ۴۸۵ ،الالبانی
۶- النحل:۹۱ ۷- الرعد:۲۱-۲۰ ۸- بنی اسرئیل:۳۴
۹- سنن ابی داوٗد:باب فی الامام يستجن به فی العهود ،حدیث:۲۷۵۸،ص:۴۸۸ ،الالبانی
۱۰- سنن ابی داوٗد:باب فی الوفاء للمعاهد و حرمته ذمته۔ حدیث:۲۷۶۰،الالبانی
۱۱- سنن ابی داوٗد:باب فی الامام يكون بينه وبين العد و عهد فيسير نحوه‘ حدیث:۲۷۵۹،الالبانی
۱۲- الامام ابو الحسن البلاذری: فتوح البلدان، ص۵۳
۱۳- محمد:۴ ۱۴- الدھر:۸-۱۰
۱۵- الصحيح للبخاری:باب الطيب للجمعه حدیث:۲۵۴۵
۱۶- جاد اللہ محمود بن عمر الزمخشری:الكشاف عن حقائق التنزيل وغواض، ج۴،ص۱۹۶، دار الکتاب العربی بیروت، لبنان
۱۷- سنن ابی دائود: باب فی النهی عن المثلة، حدیث ۲۶۶۶ ص ۴۶۸،الالبانی
۱۸- سنن ابی داوٗد: حدیث:۲۶۶۷ الالبانی ص:۴۶۹
۱۹۔ مسند احمد بن حنبل: حدیث سمره بن جندب، ج۵،ص۲۰
۲۰- سنن ابی داوٗد:باب مايومرمن انضمام العسكر وسعته، حدیث ۲۶۲۹،ص:۴۶۱،الالبانی
۲۱- عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی:السنن، النسائی، باب النهی من التفرق فی الشعب والاودية حدیث ۸۸۵۶ الالبانی
۲۲- السنن الترمذی:باب ماجاء فی النهی من قتل النساء والصبيان ،حدیث ۱۵۷۱،الالبانی
۲۳- الممتحنہ،۶۰-۸ ۲۴- ابوالاعلیٰ مودودی: الجہاد فی الاسلام، ص۲۲۴
۲۵- الانفال:۷۲ ۲۶- التوبہ:۴
۲۷- الصحيح للبخاری: باب مايكره من المثلة والمصبوره حدیث ۵۵۱۶
۲۸- السنن لابن ماجه : باب النهی عن النهبه حدیث ۳۹۳۷،البانی
۲۹- البقرہ:۲۰۵ ۳۰- ابی جعفری محمد بن جریر الطبری: ج۲،ص ۴۶۔ بحوالہ صدیق اکبر،ص ۳۲۹
۳۱- الصحیح البخاری : باب غزوه خيبر ،ج۲،ص۶۰۳، حدیث ۳۹۶۱
۳۲- الصحیح البخاری :من احب البناء قبل الغزو ، کتاب النکاح،ص۷۷۵
۳۳- الصحیح للبخاری، باب من لم يستطيع الباء ت فلم يصم ،ج۲،ص۷۵۸، حدیث ۲۵۵۱
۳۴- النمل،۲۷-۳۴ ۳۵- احمد بن حنبل: مسند احمد، ج۵،ص۴۲۲
۳۶- السنن لابی داوٗد:باب فی تعشير اهل الذمة،ج۲،ص۱۸۶،حدیث ۳۰۵۰،الالبانی
۳۷- النساء :۹۰ ۳۸- الانفال:۶۲-۶۱ ۳۹- الانفال:۵۸
۴۰- السنن لابی ابوداوٗد: کتاب الملاحم، باب فی النھی عن تہیج الترک والحبشہ حدیث:۴۳۰۴،الالبانی
۴۱- الصحیح البخاری، کتاب الجهاد۔باب امان النساء، وجوارهن ۴۲- التوبہ:۶
۴۳- ابی جعفر محمد بن جریر الطبری: جامع البيان عن تاويل القرآن، ج۱۴،ص ۱۳۸، دار المعارف،مصر،